ڈاکٹر محمد اشرف کمال*

فیض احمد فیض کی شاعری میں لسانی امکانات کا تناظر

Abstract: *Faiz has filled the Urdu poetry linguistically with the new horizon of new ideas and new meanings. He, in his work, with appropriate words and thoughts, has created a very beautiful poetic and linguistic harmony. He is the one who caused a new oratory way and rhythm and a smooth fluency in his poetic work. This is why Faiz Ahmad Faiz has become an omniscient poet.*

شعری علامتیں، استعارے اور تلمیحات مل کر شاعری کا لسانی ڈھانچہ وجود میں لانے کا فریضہ سرانجام دیتی ہیں۔یہ الفاظ وتراکیب، علامتیں اور استعارے مل کر شاعر کے فکری نظام کو ترتیب دیتی ہیں۔شاعری الفاظ وتراکیب کے خوبصورت اور برمحل استعمال کا نام ہے۔الفاظ کی ترتیب ہی شاعری میں موسیقی اور آہنگ کو جنم دیتی ہے۔شاعری میں استعمال ہونے والے الفاظ وتراکیب استعارے اور علامتوں کا تعلق شاعر کے تہذیبی وثقافتی ماحول اور ادبی وتہذیبی پس منظر سے ہوتا ہے۔

شاعری کی کوئی بھی صنف ہو کوئی بھی فن پارہ ہو،وہ لسانی اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔لسانی عمل اس نظم میں تیکھا پن پیدا کرتا ہے اور اس کی معنوی جہتوں کو نئے لسانی امکانات سے ہمکنار کرتا ہے۔ نظم کے لسانی حوالوں پر روشنی ڈالتے ہوئے جیلانی کامران لکھتے ہیں:

> "نظم کا لسانی پیکر دراصل شاعر تربیت اور تعلیم کا لسانی پیکر ہوتا ہے یعنی شاعر جو پیکر نظم کو دیتا ہے وہی پیکر اسے اس کی تعلیم وتربیت نے دیا ہوتا ہے۔لسانی پیکر کی مدد سے ہم نظم کو اس کی قومیت دے سکتے ہیں اور اسی پیکر کی مدد سے ہمیں یہ جانچنے میں آسانی بھی ہوتی ہے کہ شاعر کس جغرافیائی اور تاریخی منطقے سے تعلق رکھتا ہے۔" (۱)

زبان کے مختلف عناصر ترکیبی ہوتے ہیں جن سے مل کر زبان تشکیل پاتی ہے۔زبان کے ان تمام لوازمات میں اس بات کا خیال رکھنا ہوتا ہے کہ یہ زمانے اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں یا نہیں۔زبان سے شعر تک کے سفر میں میں تازگی اور نیا پن شعر کی مقبولیت میں اہم کردار کے حامل ہوتے ہیں۔شاعری کی تخلیق میں جہاں نئے نئے موضوعات اور نئے فکری مواد کی ضرورت ہوتی ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

* صدر شعبہ اردو: گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بھکر۔

”ہر شے کے کچھ Building Blocksہوتے ہیں شاعر کے Building Blocks اس کے الفاظ اور تمثالیں ہیں اگر شاعر الفاظ اور تمثالوں کے باب میں پیش پا افتادہ اسلوب اختیار کرے اور پٹی پٹائی تمثالوں اور لفظی تراکیب کو بے محابا استعمال کرنے لگے تو پھر مضمون کی تازگی اور تنوع بھی شاعری کی تخلیق میں ممد ثابت نہیں ہو سکتے۔“(۲)

فیض نے اپنی خصوصی طرز کو تراشا بعض نئے شعری طور طریقے ایجاد کیے۔اپنی پسندیدہ لفظی ترکیبوں ، شعری پیکروں ، تشبیہوں اور استعاروں کو نمایاں کیا اور اپنی شاعری کو زندگی کے نئے تجربوں سے مالا مال کیا۔(۳)فیض احمد فیض کی شاعری اس لیے پسند کی جاتی ہے کہ انھوں نے زبان کو نئے انداز میں برتا ہے اور مضامین کو نیا کینوس عطا کیا ہے۔فیض نے نئے شعری مزاج سے اردو شاعری کے دامن کو فکری اور معنوی حوالوں سے نئی وسعتوں سے ہمکنار کیا ہے۔

زبان کے ابلاغی پہلو پر بات کرتے ہوئے پروفیسر ممتاز حسین لکھتے ہیں:

” شاعری کا ذریعۂ اظہار یا میڈیم نہ تو سنگ و رنگ ہے نہ خط اور نہ صوتِ محض، بلکہ وہ بولتی سوچتی ، گنگناتی ہوئی زبان ہے جو منطق اور ابلاغ کی قدروں کی حامل ہے۔(۳)

فیض احمد فیض نے اپنی شاعری میں زبان کے استعمال اور لفظوں کے برتاؤ سے ایک نیا لسانی آہنگ اور رنگ پیدا کیا ہے۔ان کا یہی لسانی رنگ و آہنگ اور لفظوں کا زیر و بم ان کی شاعری میں ایک نیا تموج پیدا کرنے کے سبب بنا ہے۔جس کی بدولت فیض احمد فیض ایک ہمہ گیر شاعر کی صورت میں سامنے آئے۔انھوں نے ابتدائی طور پر عربی کی تعلیم حاصل کر لی تھی۔وہ روایت سے اپنے آپ کو جڑا رکھنا چاہتے تھے۔بقول سحر انصاری:

”فیض نے کلاسیکی اسالیب کو اردو، فارسی اور عربی سے اخذ کیا اور جدید مغربی اسالیب سے ہم آہنگ کر کے ایک اپنا انفرادی اسلوب وضع کیا ہے۔“(۵)

فیض احمد فیض بیسویں صدی میں اقبال کے فوری بعد سامنے آئے اور اردو شاعری میں اقبال کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا تھا فیض نے آکر اس خلا کو پورا کرنے کی کوشش کی۔فیض لسانی حوالے سے شعری زبان میں اقبال کے کسی حد تک پیشرو کہے جا سکتے ہیں۔

بقول صلاح الدین حیدر:

”دونوں نے کلاسیکی شاعری کے ذخیرۂ الفاظ اور علامتوں کو نئے معانی دیے۔“ (۶)

اُردو شاعری کے لسانی پہلو کی بات ہو، نئی فکری جہت کا حوالہ ہو، اردو زبان و ادب پر غالب اور اقبال کی شعری روایات کی گہرے اثرات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔غالب اور فیض ہی کی طرح فیض نے بھی اردو شاعری کو وہ لہجہ عطا کیا ہے جس کی وجہ سے اردو شاعری کے

باب میں ان کا نام جلی حروف میں لکھا جا چکا ہے۔ غالب اور اقبال کا لسانی تناظر سامنے رکھتے ہوئے فیض احمد فیض کے حوالے سے احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں:

"فیض کی ڈکشن دیکھیے کہ جس طرح غالب نے اپنے وقت میں اردو غزل کی زبان سراسر بدل ڈالی اور جس طرح اقبال نے اردو شاعری پر زبان کے معاملے میں بھی متعدد جہات کھول دیں اس طرح کا انقلاب فیض کی ڈکشن میں نہیں پہنچا مگر فیض اپنی طلسم کاری سے یہاں بھی باز نہیں آیا اس نے اردو شاعری اور خاص طور پر اردو غزل کی روایتی لفظیات کو اس سلیقے کے ساتھ ایسے تیوروں سے استعمال کیا کہ ان لفظوں کے آفاق پھیل گئے ان کے دامان معانی میں وسعتیں پیدا ہو گئیں اور وہ مروجہ مفہوم دینے کے بجائے فیض کے لہجے سے تر و تازگی حاصل کر کے نئے مفاہیم سے لد گئے۔ قاتل اور بسمل اور عدو اور دار و رسن اور قفس اور صیاد وغیرہ وغیرہ ایسے الفاظ ہیں کہ وہ گھس گھسا کر اور پٹ پٹا کر بے معنی ہو رہے تھے مگر فیض کے معجز نما لمس نے انھیں نئی زندگی بخش دی۔"(۷)

فیض احمد فیض نے روایت اور کلاسیکیت سے فیض اٹھاتے ہوئے تخلیقی طور پر زبان کو فنی حوالوں سے خوبصورتی سے برتا ہے۔ ان کے شعری ڈکشن میں قوت تخلیق اپنی نمو پذیری کی وجہ سے ایک خاص پیرایۂ اظہار کے ابلاغ کے طور پر استعمال ہوتی نظر آتی ہے۔ فیض احمد فیض کی غزلیں ہوں، نظمیں ہوں یا قطعات انھوں نے اپنے بھرپور تخلیقی شعور کے تحت روایت سے فیض اٹھاتے ہوئے روایتی لفظیات کو ایک نیا لسانی تناظر عطا کیا ہے۔ اس لسانی تناظر کی بنیاد پر وہ روایت، لفظیات، رومان، تغزل، نئی حسیت اور عصری شعور کی باہمی آمیخت سے ایک نئی شعری کائنات تخلیق کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ ڈاکٹر فرید پربتی لکھتے ہیں:

"فیض صحیح معنوں میں روایتی شعور رکھتے تھے اور انھوں نے فارسی اور اردو شاعری کی طویل روایت سے اپنا تخلیقی رشتہ قائم کیا ہے۔ اس وجہ سے ان کی شاعری میں سلیقہ ادا، زبان کا خوبصورت استعمال، ترکیب سازی، روایتی لفظیات کا استعمال نئی معنویت کے ساتھ قدم قدم پر کشادہ منظری کا احساس دلاتا ہے۔ ان کا ڈکشن (Diction) سودا، غالب، حسرت اور اقبال کے شعری ڈکشن (Diction Poetic) کی توسیع ہے اور یہ تمام تر لفظیات فارسی اور اردو کی روایتی لفظیات پر مشتمل ہے جس کو انھوں نے اپنے منفرد تخلیقی برتاؤ کے ذریعے جادوئی اثر سے مزین کیا ہے۔"(۸)

شاعری میں ایک طرف تو روایات ہیں اور دوسری طرف زندگی کے وہ تقاضے جن سے کسی بھی دور کے شاعر کا واسطہ پڑتا ہے۔ فیض احمد فیض نے جو الفاظ اپنی شاعری میں استعمال کیے ہیں وہ ہمارے اپنے تہذیبی اور لسانی سسٹم سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے

شعری حسیات کو جس لسانی نظام میں پیش کیا ہے وہ نظام ہماری اپنی ثقافت سے ہم آہنگ ہے۔ان کا شعری ویژن اپنے دور کے دوسرے شعراسے منفرد ہے۔پروفیسر علی احمد فاطمی کے بقول:

"ان کی لفظیات بھی کلاسیکی تھی اس کے باوجود فکری اور معنوی اعتبار سے وہ منفرد جاہت ہوئے اور یہ بات بھی مصدق ہوئی کہ محض حرف ولفظ سے اسلوب وآہنگ نہیں بنتا۔شاعر کا اصل اسلوب تو حرف ولفظ کی وساطت سے فکری اور وجدانی ہوتا ہے جہاں حرف ولفظ تخیلِ شعر اور تخیل شاعر کے تابع ہوتے ہیں اور ایک معنیاتی نظام اور تخلیقِ وجدان میں ڈھل جاتے ہیں اور اپنی ایک نئی پہچان بناتے ہیں جیسا کہ فیض کے ساتھ ہوا۔"(۹)

یہ درست ہے کہ فیض احمد فیض کا دامن روایت سے وابستہ مگر اس وابستگی کے باوجود فیض نے معنوی سطح پر مفاہیم کو ایک نیا دھارا عطا کیا ہے۔بقول انیس ناگی زنداں نامہ کی شاعری کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"فیض نئی نئی تمثالیں تلاش کرتے ہیں اور ان کی نظموں کی معنوی سطح محدود دائروں سے تجاوز کرتی ہے۔"(۱۰)

فیض احمد فیض نے اپنی شاعری میں جو الفاظ اور علامتیں استعمال کی ہیں ان کی وجہ سے ان کی شاعری میں ایک نیا معنوی انقلاب پیدا ہوا۔معنوی سطح پر اس نے الفاظ وتراکیب کو ایک نئے ڈکشن سے نوازا ہے۔

"فیض نے پرانی علامتوں میں نئے مفاہیم کی جستجو کی اور پرانی علامتوں کی معنویت کو بہت بدل دیا۔ فیض کا علامتی نظام ہر چند کہ میر وسودا کا سا علامتی نظام ہے لیکن مفاہیم کے اعتبار سے یہ پرانا نظام تازہ معلوم ہوتا ہے۔"(۱۱)

فیض احمد فیض کی شاعری کو پڑھ کر روایتی اور پرانی شاعری کا احساس نہیں ہوتا۔وہ اپنی شاعری میں جس انداز میں الفاظ وتراکیب اور مصرعوں کو ترتیب دیتے ہیں اس سے شاعری کی قرأت کو نئی معانی نصیب ہوتے ہیں۔

"یہ حقیقت ہے کہ فیض نے اردو شاعری میں نئے الفاظ کا اضافہ کیا۔تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ انھوں نے اظہاری سانچوں کو ان کے صدیوں پرانے مفاہیم سے ہٹا کر بالکل نئے معنیاتی نظام کے لیے برتا۔"(۱۲)

زبان اتنی سادہ اور عام فہم چیز نہیں ہے بلکہ یہ ایک دودھار آلے کی طرح عمل انگیزی کے تجربے سے گزرتی ہے۔الفاظ کی مدد سے بڑے بڑے ادیبوں نے اپنے فن پاروں کو شاہکار بنایا ہے۔گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں:

"زبان کا خاصہ ہے کہ جتنا یہ لفظوں کے ذریعے کہتی ہے اتنا لفظوں کے بیچ جو خلا ہوتا ہے اس کے ذریعے بھی کہتی ہے۔۔۔لفظ جو ظاہر کرتے ہیں اس سے بھی کہتے ہیں اور جو کچھ ظاہر نہیں کرتے

اس سے بھی کہتے ہیں۔ گویا زبان کے روشن خطوں کے ساتھ ساتھ اس کے تاریک خطے بھی معنی خیزی کے عمل میں شریک ہوتے ہیں۔"(۱۳)

فیض کے یہاں انگریزی ادب کا اثر ان کے اسلوب میں ہی ظاہر ہوتا ہے جس میں فارسی کی تراکیب کلاسیکی اردو ادب کی نوک پلک اور انگریزی طرز کے استعارے ملتے ہیں۔(۱۴) فیض احمد فیض کا تعلق کسی ایک زبان سے نہیں تھا بلکہ اس معاملے میں وہ خوش قسمت تھے کہ عربی زبان کا شعور رکھتے تھے اور عربی زبان اچھی طرح جانتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ انگریزی میں ایم اے ہونے کی وجہ سے انگریزی اور انگریزی ادب سے بھی خصوصی شغف رکھتے تھے،وہ مغربی ادب سے بھی آشنا تھے۔پنجابی سے بھی خاطر خواہ تعلق تھا، اردو شاعر کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوب بات ہو گی۔عابد علی عابد لکھتے ہیں:

"جو بات فیض کو موجودہ عصر کے اکثر شعرا سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ درحقیقت جامع صفات انشا پرداز ہے۔ انگریزی شعر کی روایات پر مطلع ،فارسی غزل کے مزاج سے آگاہ، عربی ادب کی باریکیوں کا رازدار یہی وجہ ہے کہ اس کے ہاں کبھی کبھی چونکا دینے والی تراکیب سامنے آجاتی ہے۔ جس میں ایک جہانِ معنی پوشیدہ ہوتا ہے۔اس کے اشعار میں تشبیہ،استعارہ، تلمیح اور ترکیب اجزائے تحسینِ کلام نہیں ہوتے بلکہ اظہارِمطلب کے خوبصورت وسیلے ہوتے ہیں۔"(۱۵)

فیض کی نظر موجودہ شعری روایت پر نہیں بلکہ وہ ماضی اور روایت کی صدیوں پرانی تاریخ سے جڑے ہوئے ہیں۔ان کے شعروں میں تاریخ اور صدیوں پر محیط ایک روشن روایت کروٹیں لیتی نظر آتی ہے۔

"یہ حقیقت ہے کہ فیض احمد فیض نے اردو شاعری میں نئے الفاظ کا اضافہ نہیں کیا تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ انھوں نے نئے اظہاری پیرائے وضع کیے اور سینکڑوں ہزاروں لفظوں ترکیبوں اور اظہاری سانچوں کو ان کے صدیوں پرانے مفاہیم سے ہٹا کر بالکل نئے معنیاتی نظام کے لیے برتا اور یہ اظہاری پیرائے اور ان سے پیدا ہونے والا معنیاتی نظام بڑی حد تک فیض کا اپنا ہے۔"(۱۶)

فیض احمد فیض نے الفاظ کی جو صناعی کی ہے اس سے نئے نئے معانی پیدا کیے ہیں۔ایک ماہر آرٹسٹ کی طرح انھوں نے ہر لفظ سے وہ معانی لیے ہیں جو پڑھنے والے کو ایک نئے جہانِ معانی میں لے جاتے ہیں۔

زبان کا جہاں تک تعلق ہے اس کے متعلق میں آپ سے عرض کر چکا ہوں زبان کے اندر اور ان علامتوں کے اندر نئے معنی پیدا کر کے اسے Regenerate کیا جاتا ہے اس کی نئی Possibilities پیدا کی جاتی ہیں۔اس لیے کہ شاعر لفظوں کا بھی آرٹسٹ ہوتا ہے اور شاعر کے اندر یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ الفاظ کی جو زبان ہے اس possibility کو Explore کرتا ہے۔(۱۷)

فیض احمد فیض نے اپنی شاعری میں بے شمار کلاسیکی اصطلاحات کو نئے پیرائے مضامین اور معنوں میں زیادہ استعمال کیا جیسے دارورسن، قفس، نشیمن اور جوروستم وغیرہ وغیرہ۔(۱۸)شاعری اگر آسانی سے قاری کی سمجھ آجائے تو یہ شاعر کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔کیونکہ اگر شاعری میں تفہیم اور معنوی ابلاغ ممکن نہ ہو تو بڑی سے بڑی شاعری بھی غیر مؤثر ہو کر رہ جاتی ہے۔

"فیض احمد فیض بات سیدھے طریقے سے کہتے ہیں ان کے الفاظ قاری کے ذہنوں پر بوجھ نہیں بنتے قاری ان الفاظ کے مخصوص مفہوم اور مطلب کو آسانی کے ساتھ سمجھ جاتے ہیں۔"(۱۹)

فیض کی غزل کے کوئی ایسے لسانی، معنویاتی یا اسلوبی عناصر نہیں ہیں جو روایتی غزل کے لوازمات سے مختلف ہوں لیکن اس کے باوجود شک کے بغیر فیض کی غزل کا شمار عصری دور کی غزلوں میں کیا جاتا ہے۔(۲۰)اس کی سب سے بڑی وجہ فیض کی لفظیات ہیں۔انھوں نے شاعری میں لفظوں کو جس طرح استعمال کیا ہے اس میں استعاراتی طور پر ایک نیا معنوی جہان جنم لیتا نظر آتا ہے۔

فیض احمد فیض نے اپنی شاعری میں زبان کو جس طرح برتا ہے اس سے زبان کا معنوی کینوس وسیع ہوا ہے۔ڈاکٹر محمد علی صدیقی لکھتے ہیں:

"فیض نے زبان کے بارے میں اپنی سیاسی بصیرت سے کام کیا جس کے مطابق زبانیں سماجی، معاشی اور سیاسی نظاموں کے ساتھ مشروط نہیں ہوتیں بلکہ ان کا ایک علیحدہ نظام ہوتا ہے اور وہ معاشرے کی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی ہیں۔فیض زبان کی Functional اہمیت کے قائل تھے۔"(۲۱)

فیض احمد فیض نے لفظ کو اس کے مقامی اور روٹین کے استعمال کے بجائے نیا مفہوم اور معانی حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ یہ ان کا شعری کمال ہے کہ انھوں نے اپنی شاعری میں پرانے لفظوں کو نئے مفاہیم کا ملبوس دے کر الفاظ کو ایک نئی زندگی عطا کر دی ہے۔شارب ردولوی کے خیال میں:

"ایک عام شاعر لفظ کو اس کے معنی اور لغت کے حدود میں نظم کرتا ہے جب کہ ایک عہد ساز شاعر کے یہاں لفظ لغت کے حدود سے باہر نکل کر بھی دیکھتا ہے دراصل الفاظ کا صوتی دروبست اس کے محل استعمال سے اس کی اثر آفرینی کا تعین کرتا ہے لیکن لفظ کے تخلیقی استعمال کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مختلف نفسیاتی اور جذباتی کیفیتوں میں ایک نئی چمک کے ساتھ تاریخ اور جغرافیائی حدود سے نکل کر بھی اپنی اہلیت منواتا ہے اور فیض نے یہ اہمیت منوائی ہے۔ان کے یہاں الفاظ اپنے روایتی مفہوم سے الگ بھی ایک مفہوم رکھتے ہیں۔"(۲۲)

اس نے نئی شاعری کو اظہار کا ایک دلنشیں لہجہ دیا ہے جس میں مدبھرا وہی سرروحِ رواں کی طرح موجود ہے جس میں لفظ کا صوتی آہنگ اور معنوی لطافت باہم شیر وشکر ہے۔(۲۳) فیض نے الفاظ اور مصرعوں سے موسیقی اور آہنگ پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی شاعری میں لوچ اور خوبصورتی پیدا ہو گئی ہے۔ان کے ہاں لفظوں کا برتاؤ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

> "فیض کی نظموں میں اور بالخصوص آزاد نظموں میں لفظوں کا استعمال سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔وہ جہاں بھی کوئی لفظ استعمال کرتے ہیں وہاں اس کی اہمیت اور ضرورت کو پوری شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہیں۔ان کے یہاں بھاری بھرکم لفظوں کی بھرمار نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ ان نظموں میں ابہام پیدا نہیں ہوتا۔"(۲۴)

فیض کی بیشتر آزاد نظموں لفظ و معنی کا حسین سنگم نظر آتا ہے۔اس کی موجوں میں آہنگ اور موسیقی کا تاثر نمایاں ہے۔جیسے سروادیٔ سینا میں ان کی نظم انتساب۔(۲۵)فیض احمد فیض الفاظ کی دروبست سے موسیقی اور گہری تاثریت پیدا کرنے کے ہنر سے واقف ہیں۔پروفیسر ممتاز حسین کے نزدیک:

> "فیض کی شاعری کی دوسری بڑی خصوصیت اس کا اندرونی آہنگ ہے اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ شاعری اور موسیقی کا بہت گہرا رشتہ ہے اس کا تعلق گانے سے نہیں بلکہ لفظوں کی صوتیات سے ہے۔۔۔فیض نے بھی اس سے خوب فائدہ اٹھایا ہے مگر وہ معنی آفرینی سے ایک اندرونی آہنگ پیدا کرنے کا ہنر بھی جانتے ہیں۔"(۲۶)

شاعری میں الفاظ کا استعمال زیور میں نگینوں کے استعمال کی طرح نزاکت طلب معاملہ ہے کہ ذرا سی کوتاہی اور غلطی سے سارا حسن ماند پڑنے کا امکان ہوتا ہے۔شعری زبان میں الفاظ بنیادی اور کلیدی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں ان کے برتاؤ اور استعمال میں خوبصورتی اور دلکشی پیدا کرنے کے لیے حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔اشفاق حسین فیض احمد فیض کا میراجی اورن م راشد سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "راشد اور میراجی کی بیشتر نظمیں غیر ضروری لفظوں کے استعمال بوجھل ہو جاتی ہیں۔فیض کی نظموں میں یہ خامی نہیں ہوتی۔"(۲۷)

پرانی ترکیبیں اور پرانے الفاظ فیض کے ہاتھوں میں ایک نئی زندگی کی نوید سناتے ہیں۔فیض نے ان کے دامن کو وسیع سے وسیع تر کر دیا اور اس طرح اردو زبان کا دامن نئی حسیات سے مالا مال کر دیا۔(۲۸)فیض احمد فیض نے روایت کے سرچشمے سے استفادہ کیا ہے۔وہ روایت سے منسلک ہو کر آگے کی طرف قدم بڑھاتے نظر آتے ہیں۔احمد علی لکھتے ہیں:

”روایت سے انھوں نے رشتہ نہیں توڑا لیکن روایت کو تجربے سے ہم آہنگ کر کے نئے نئے کام ضرور لیے ہیں اسی لیے غزل کی قدیم علامتیں ان کے یہاں نئے روپ میں ملتی ہیں اور ساتھ ہی نئی علامتوں اور نئے اشاروں کی تخلیق کا سلسلہ بھی نظر آتا ہے۔“(۲۹)

فیض احمد فیض نے شاعری میں جو لب ولہجہ اپنایا وہ کسی ایک زبان سے مخصوص نہیں رہا۔ بلکہ ایسے لگتا ہے کہ انھوں نے کئی زبانوں کے مطالعے کے بعد اپنی شعری زبان اور شعری لہجہ تشکیل کیا۔ پروفیسر مجتبیٰ حسین فیض کے لہجے کی توضیح میں لکھتے ہیں:

”اس میں وہی خوابناکی کی وہی نغمگی وہ رمزیت ہے جو ایلیٹ اور دوسرے شعرا کے یہاں ملتی ہے۔ یہ لہجہ فارسی اور اردو شاعری کا نہیں رہا ہے۔ہندوستان میں ٹیگور کے یہاں البتہ مل جاتا ہے۔“(۳۰)

فیض الفاظ وتراکیب کے حوالے سے روایت کی پاسداری کی ہے، روایت سے گریز یا بغاوت کا رویہ روا نہیں رکھا۔ انھوں نے اپنی شاعری روایت کی خوبصورت اساس پر استوار کی ہے۔ احمد ندیم قاسمی کے بقول:

”اسے معلوم ہے کہ تراکیب والفاظ کی بھی ایک تاریخ اور ایک روایت ہوتی ہے اور یہ لفظ کتنے ہی ادوار کی نازک نازک جزئیات کو سمیٹے ہوئے ہم تک پہنچتا ہے۔ فیض کو الفاظ کی تاریخ کے شعور کے ساتھ ہی مسکراہٹوں، آنسوؤں اور امنگوں کی تاریخ کا بھی شعور ہے۔“(۳۱)

فیض نئے شعری اسٹرکچر کی تخلیق سے گریز کرتے تھے۔(۳۲)ان کی لفظیات کلاسیکی روایت کی لفظیات ہے۔(۳۳)اس نے جدت، جدیدیت اور تجریدیت کی بنیاد پر کوئی نیا تجربہ کرنے کے بجائے کلاسیک سے اپنا تعلق برقرار رکھا ہے۔ ان کی شاعری کی خوبصورتی ہی یہی ہے کہ وہ معلوم اور مانوس تراکیب، استعارات وتشبیہات پر اپنی شاعری کی عمارت کھڑی کرتے ہیں۔

” بڑا شاعر یا تو کسی روایت کا قائل ہوتا ہے یا کسی طرزِ نو کا موجد ہوتا ہے۔۔۔ اظہار کے نئے پیمانے تراشتا ہے اور نئی شعری گرامر خلق کرتا ہے۔۔۔ فیض کا ڈکشن غالب اور اقبال کے ڈکشن کی توسیع ہے۔ فیض کی تمام لفظیات فارسی اور کلاسیکی شعری روایت کی لفظیات سے مستعار ہے۔“(۳۴)

پروفیسر جیلانی کامران نے فیض کی شعری زبان پر اعتراض کرنے والوں کو یاد دلایا ہے کہ یہ شعری زبان محدود کسی بھی معنی میں نہیں ہے انھوں نے غزل کی روایتی زبان استعمال کی ہے اور اس سے مکمل استفادہ کیا ہے ان کا ذخیرۂ الفاظ ان کا ذاتی نہیں بلکہ صدیوں کی شعری روایات کا حصہ ہے کوئی بھی شعری زبان اپنے موضوع سے الگ ہو کے پیدا نہیں ہوتی۔(۳۵)شاعری لفظوں کا گورکھ دھندا ہے۔ فیض احمد فیض لفظوں کے نباض تھے۔ وہ جانتے تھے کہ کس شعر میں کون سا لفظ پرونا ہے۔ کس بات کو کس علامت کی مدد سے بیان کرنا ہے۔

فیض احمد فیض کی ایک نظم کے مطالعہ میں ڈاکٹر فخر الحق نوری لکھتے ہیں:

دشتِ تنہائی میں اے جانِ جہاں لرزاں ہیں
تیری آواز کے سائے، تیرے ہونٹوں کے سراب

لفظوں کا استعمال بھی قابلِ داد ہے، پہلے مصرعے میں محض ایک لفظ ”لرزاں“ کے استعمال نے تصویر کو متحرک کر دیا ہے۔“(۳۶)

فیض احمد فیض بیسویں صدی کا وہ شاعر ہے جس نے اپنے شاعری، اسلوب، موضوعات اور لسانی شعور کی وجہ سے اردو شاعری کے کینوس کو وسیع کیا ہے۔ ان کے ہاں شاعری میں الفاظ کی نشست و برخواست اور زبان کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ فیض احمد فیض کی شاعری میں اس طرح کے متحرک الفاظ جابجا موتیوں کی طرح چمکتے اور تصاویر کی طرح حرکت کرتے صاف نظر آتے ہیں۔ انھوں نے اردو شاعری کو وہ لسانی پیکر عطا کیا ہے جو کہ نہ صرف متحرک ہے بلکہ تا دیر زندہ رہنے والا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ جیلانی کامران، نئی نظم کے تقاضے، مکتبہ عالیہ لاہور، دوسرا ایڈیشن، 1985ء، ص94

۲۔ وزیر آغا ڈاکٹر، فیض اور ان کی شاعری، ص65

۳۔ پرورش لوح و قلم، (فیض حیات اور تخلیقات) ص20)، لدمیلا ویسلئیوا، ترجمہ اسامہ فاروقی، اوکسفرڈ کراچی 2007ء، ص207

۴۔ ممتاز حسین پروفیسر، فیض کی انقلابی شاعری کا تغزلاتی اسلوب، ص161

۵۔ سحر انصاری، فیض اور فلسطین ص387

۶۔ اقبال، فیض اور دور حاضر کا منظر نامہ مشمولہ یاد فیض مرتبہ ایم ایم ادیب، احمد خلیل قاسمی، مکتبہ قاسمیہ ملتان، 1996ء، ص35

۷۔ احمد ندیم قاسمی، فیض کی شاعری کا طلسم، مشمولہ فیض احمد فیض۔ منتخب مضامین مرتبین یوسف حسین، ڈاکٹر روش ندیم، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، 2011ء، ص229

۸۔ فرید پربتی ڈاکٹر، فیض کی شاعری میں روایت کا تفاعل اور عروضی نظام، مشمولہ ایوان اردو دہلی، اگست 2011ء، ص11

۹۔ علی احمد فاطمی پروفیسر، فیض اور اقبال، مشمولہ ایوان اردو دہلی، اگست 2011ء، ص10

۱۰۔ انیس ناگی، تشکیلات، جمالیات لاہور 2006ء ص86

۱۱۔ انیس اشفاق ڈاکٹر، غزل کا نیا علامتی نظام، مشمولہ علامت نگاری، مرتبہ اشتیاق احمد، بیت الحکمت لاہور، 2005ء، ص197

۱۲۔ گوپی چند نارنگ، ادبی تنقید اور اسلوبیات، لاہور سنگ میل پبلی کیشنز، 1991ء، ص179

۱۳۔ فیض کو کیسے نہ پڑھیں، مشمولہ فیض احمد فیض کی شاعری، اشتیاق احمد، کتاب سرائے لاہور، 2010ء، ص 291

۱۴۔ آل احمد سرور پروفیسر، اقبال، فیض اور ہم، ص160

۱۵۔ افکار کراچی اپریل مئی جون 1965ء، فیض نمبر، ص525
۱۶۔ گوپی چند نارنگ، فیض کا جمالیاتی احساس اور معنیاتی نظام، ص102
۱۷۔ فیض صاحب۔ شخصیت اور شاعری، مکتبہ فیاض لاہور، 1993ء، ص65
۱۸۔ تنویر ظہور، فیض اور پنجابی، جمہوری پبلیکیشنز، لاہور 2011ء، ص154
۱۹۔ تنویر ظہور، فیض اور پنجابی، جمہوری پبلیکیشنز، لاہور، 2011ء، ص154
۲۰۔ پرورش لوح و قلم فیض حیات اور تخلیقات ص20)، لد میلا و یلیئیوا، ترجمہ اسامہ فاروقی، اوکسفرڈ کراچی 2007ء، ص225
۲۱۔ محمد علی صدیقی 'ڈاکٹر، فیض احمد فیض اور روایتی شعری زبان، مشمولہ ادبیات اسلام آباد، شمارہ 82، جنوری تا مارچ 2009ء، فیض نمبر، ص127
۲۲۔ شیشوں کا مسیحا ص1147 (پروفیسر شارب ردولوی، فیض احمد فیض کی شعری جہات اور تعین قدر کا مسئلہ، مطبوعہ تنقیدی مباحث، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی، 1995
۲۳۔ حفیظ الرحمان خان، فیض زندہ رہے گا، مشمولہ یادِ فیض، مرتبہ ایم ایم ادیب، احمد خلیل قاسمی، مکتبہ قاسمیہ ملتان 1986ء، ص43
۲۴۔ جدید نظم اور فیض از اشفاق حسین، مشمولہ شیشوں کا مسیحا فیض، ص894
۲۵۔ جدید نظم اور فیض از اشفاق حسین، مشمولہ شیشوں کا مسیحا فیض، ص891
۲۶۔ شیشوں کا مسیحا فیض، ص1006
۲۷۔ جدید اردو نظم اور فیض، اشفاق حسین، مشمولہ شیشوں کا مسیحا فیض، ص894
۲۸۔ شیشوں کا مسیحا فیض، ص1099
۲۹۔ احمد علی، جدید شاعری، نگار کراچی، جدید شاعری نمبر، 1965ء، ص21
۳۰۔ مجتبیٰ حسین 'پروفیسر، سرخ بر سیاہ مطبوعہ فیض احمد فیض تنقیدی جائزہ مرتبہ خلیق انجم، انجمن ترقی اردو نئی دہلی، 1985
۳۱۔ احمد ندیم قاسمی، فیض کا فن مطبوعہ فیض کی علمی شخصیت مرتبہ ڈاکٹر طاہر تونسوی، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1989
۳۲۔ انیس ناگی، تشکیلات، جمالیات لاہور 2006ء، ص86
۳۳۔ گوپی چند نارنگ، فیض کا جمالیاتی احساس اور معنیاتی نظام، ص102
۳۴۔ گوپی چند نارنگ، فیض کا جمالیاتی احساس اور معنیاتی نظام، ص101
۳۵۔ جیلانی کامران 'پروفیسر، ہمارا فیض، ادب لطیف فیض نمبر، جدید پریس لاہور، 1988ء (شیشوں کا مسیحا فیض، ص1144
۳۶۔ فخر الحق نوری، فیض کی نظم "یاد" کا تجزیاتی مطالعہ، مشمولہ سہ ماہی شبیہہ، خوشاب جولائی تا دسمبر 1993ء، ص15

☆☆☆☆☆